٧٨٦
٩٢

سلسلہ خطبات مجددی

تیسرا خطبہ

صاحب العلم والعرفان حجۃ الاسلام والمسلمین المتخلق -
باخلاق النبویۃ حضرت علامہ حافظ محمد ہاشم جان مجددی
فاروقی نقشبندی قدس سرہ العزیز

المتوطن فی قریہ ٹنڈو سائینداد
من توابع ٹنڈو محمد خان
سندھ

کاتب الحروف فقیر عبدالوحید مجددی عفی عنہ

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ کے شیطان راندے ہوئے سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿١﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿٢﴾

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ (علم و حلم سے) کشادہ نہیں کر دیا اور ہم نے آپ پر سے آپ کا وہ بوجھ اتار دیا

الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿٣﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٤﴾ فَإِنَّ مَعَ

جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی - اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا - سو بیشک موجودہ مشکلات

الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٥﴾ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿٦﴾

کے ساتھ آسانی (ہونے والی) ہے بیشک موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی (ہونے والی) ہے

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿٧﴾ وَإِلٰى

تو آپ جب (تبلیغ احکام) سے فارغ ہو جایا کریں تو (دوسری عبادات متعلقہ بذات خاص میں)

رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿٨﴾

محنت کیا کیجئے (اور جو کچھ مانگنا ہو اس میں) اپنے رب ہی کی طرف توجہ رکھئے -

کیا ہم نے خاص آپ کے لیے آپ کے سینے کو کھول نہیں دیا ہے اور کیا ہم نے آپ کے بوجھ کو اتار نہیں دیا ہے کہ جس نے آپ کی پشت کو دوہرا کر دیا تھا۔ اور کیا ہم نے آپ کے ذکر کو رفعت اور بلندی نہیں بخشی۔ پس بہ تحقیق کہ ہر تکلیف کے ساتھ راحت ہے۔ بہ تحقیق کہ ہر مرض کے ساتھ آرام ہے۔

پس جب آپ فارغ ہو جائیں تو محنت کیجئے اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیے۔

یہ سورۃ مبارکہ کا ترجمہ ہے کہ کئی ہفتوں سے اس سورۃ مبارکہ کی تفسیر ہو رہی ہے اور میں اس ترجمے کو بار بار دہرا رہا ہوں۔ تاکہ آپ کو یاد رہ جائے۔ بیان ہو رہا تھا شرح صدر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اس سلسلے میں میں نے یہ گزارش کی تھی۔ کہ حضور اقدس ﷺ کا سینہ پاک کو حضرت جبرائیلؑ نے اور حضرت میکائیلؑ نے جب چیرا تھا تو آپ ﷺ کے قلب اقدس سے حدیث شریف کے الفاظ میں علقہ حسد کو نکال دیا گیا اور اس کی جگہ علم بھر دیا گیا اس کی جگہ ایمان بھر دیا گیا اس کی جگہ حکمت بھر دی گئی اس کی جگہ نور الٰہی بھر دیا گیا تو باقی چیزوں کے متعلق تو مختصراً کچھ عرض کی جا چکی ہے یا کیا جا چکا ہے۔ اس نشست میں اس بات پر کہ جس سے متعلق عرض کرنا ہے۔ کہ نور الٰہی آپ کے سینہ اقدس میں بھر دیا گیا۔ بس اسی موضوع پر آج کہنا ہے۔ جو کچھ کہا گیا ہے وہ پہلے بھی اس سلسلے میں کچھ عرض تو فرمانا تھا اس لئے کہ یہ چار چیزیں گنا دی تھیں بات تو یہ ہی لیکن بعض احباب کی استدعا ہوئی اور ان کی یہ ہم گزارش بھی پہنچی کہ آج کل یہ مسئلہ جو کچھ پیدا ہو رہا ہے اس پر روشنی ڈالی جائے۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس مجلس میں اپنے بھائیوں کے سامنے در اصل حقیقت جو ہے۔ وہ واضح کر دوں۔ کسی کی تردید یا کسی کی تائید پیش نظر نہیں ہے اس حقیقت کو واضح کرنا ہے۔ جس سے ان شاء اللہ تعالیٰ آپ سمجھ جائیں گے کہ یہ انجام بعد میں پیدا ہو گیا ہے۔

حالانکہ یہ مسئلہ کچھ الجھنے کا نہیں۔ یہ کوئی پیچیدہ مسئلہ نہیں ہے۔ قرآن و سنت پر بھی جس کی نظر ہو اس کے سامنے اس مسئلے کے اندر کوئی اشکال نہیں ہے۔ مگر چونکہ دیدہ دانستہ حقیقت والے افسانہ دن

اب جب حقیقت واضح ہو جائیگی تو انشاء اللہ یہ مناظرے یہ بحث یہ جنگ و جدال اللہ کرے کہ ختم ہو جائے تو مسلمان سب ایک ہو جائیں۔ چنانچہ دوسرا سوال یہ کیا جا رہا ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے یا بشر؟ تو میری گزارش میری یہ ہے کہ اس سوال کا عنوان ہی صحیح نہیں ہے سوال ہی غلط دیا ہے۔ گویا دو چیزوں میں سے بہرحال ایک چیز ہو سکتی ہے دونوں چیزیں ساتھ نہیں ہو سکتیں۔ حالانکہ یہیں بنیاد پڑتی ہے غلطی کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآنی آیات کی روشنی میں حدیث ذکر کی چیز ہے ہم اسے ماننے کیلئے مجبور ہیں۔ اگر ہمارا ایمان ہے قرآن پر کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بشر بھی ہیں نور بھی ہیں۔ یہ تفریق کیوں کی جا رہی ہے؟ کہ بشر ہیں یا نور ہیں؟ سورج سورج ہے۔ اور اسی وقت نور بھی ہے۔ چاند چاند ہے اور اسی وقت نور بھی ہے۔ باقی جن چیزوں سے جو روشنی تم پاتے ہو۔ جن سے تمہارے مکانات جگمگا اٹھتے ہیں ان کے بھی کچھ نہ کچھ نام رکھتے ہو اور اسی وقت استعمال ہونے کے ساتھ تو اس کو نور بھی کہتے ہیں۔ لیکن تم نے یہ تفریق اور لڑائی پیدا کر دی حضور کی ذات میں؟ کہ وہ نور ہیں یا بشر ہیں؟ جب چاند اسی وقت چاند بھی ہے اور نور بھی ہے۔ تو کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ بشر بھی تھے اور نور بھی بلکہ ساتھ اس کے نور الانوار بھی ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا

قمر یعنی چاند کو اللہ تعالیٰ نور فرما رہا ہے۔ حالانکہ وہ جسم ہے۔ مگر چاند ہونے کے ساتھ جب وہ نور ہو سکتا ہے تو کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری بشریت کے لباس میں ہمارے سامنے اگر نور نہیں ہو سکتے بس اس مسئلے پر کچھ گزارش ہے۔ جو آپ حضرات کے سامنے پیش کرنا مقصود تھا حالانکہ حضرت جابرؓ کی حدیث ہے۔ کہ جو مختلف کتب حدیث میں آچکی ہے کہ حضرت جابرؓ نے حضورؐ سے سوال کیا کہ

حضور ہمیں بتائیے کہ اللہ نے سب اشیاء میں ساری کائنات میں یہ عالم موجودات جو کچھ بھی ہمارے
ہیں نظر آتا ہے وہ عالم علوی ہو یا عالم سفلی ہو عالم ملک ہو یا عالم ملکوت ہو سب چیزوں میں
جس کو سب سے پہلے تخلیق ہوئی ہے وہ کیا چیز ہے؟ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
کہ اے جابر سن لو ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ ۔

ساری اشیاء سے قبل ساری کائنات سے پہلے اللہ نے تمہارے نبی کے نور کو پیدا کیا اپنے نور سے
اور دوسری حدیث شریف میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ اس نور سے پھر اللہ تعالیٰ نے ساری اشیاء کو پیدا کیا
اسی حدیث سے ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اولیت کا شرف حاصل ہے اسی طریقے سے سارے عالم
کی بنیاد اور اصل الاصول بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے قرآن میں ارشاد ہے
کہ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۔ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے آ چکا ہے وہ نور
کہ جس نور کے سامنے سارے انوار ماند ہیں وہ نور تمہارے پاس آ چکا ہے اور اپنے ساتھ کتاب مبین لایا ہے
"یعنی یہ قرآن" کتاب مبین کو بھی قرآن نے خود نور کہا ہے ۔ تورات کو نور کہا ہے ایمان کو نور کہا ہے
اسلام اور ہدایت کو نور کہا ہے ان ساری چیزوں کو اللہ نے نور کہا ہے لیکن اس آیت کریمہ میں اللہ کا
ارشاد ہے کہ تمہارے پاس دو چیزیں آ چکی ہیں اور یہ ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں ایک نور اور ایک
کتاب ۔ میرے دوستو اور عزیزو! کتاب اس کتاب کے پڑھنے کیلئے نور کی ضرورت ہے جس طریقے سے کہ
اندھیری رات میں بغیر نور اور روشنی کے کچھ نہیں پایا جا سکتا اسی طریقے سے پوری کائنات میں اگر
اس کتاب کو سمجھنا ہے تو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے ۔ وہ نور سامنے ہو تو ہم اس کتاب سے
فائدہ اٹھا سکتے ہیں اس کتاب کو سمجھ سکتے ہیں اگر وہ نور نہ ہو تو ہماری بینائی بغیر اس کتاب میں کام نہیں

کو سمجھ جس طرح یقینی ہے کہ ظاہری نور کے بغیر رات کے اندھیرے میں کوئی کتاب نہیں پڑھ سکتے۔

وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝ قرآن کو اللہ نے فرمایا کہ نور ہے۔

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ

اور علم کو اللہ نے نور فرمایا۔ ہدایت کو نور فرمایا اور اس کے علاوہ ملائکہ کو نور قرار دیا گیا ہے۔ کہ جن کی تخلیق نور سے ہوئی ہے۔ پہلے پہلے اس چیز کو سمجھ لینا چاہیئے کہ نور کیا ہے اور یہ بحثیں بھی چل رہی ہیں کہ نور یا بشر تو پہلے پہلے نور اور بشر کی تخلیق لفظی ہو جائے۔ تو پھر یہ معاملہ خود واضح ہو جائیگا۔

اور وہ اعتدال کا مسلک کہ جو افراط و تفریط سے بچا ہوا صحیح اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے وہ سامنے آجائیگا۔ حقیقت یوں ہے کہ انبیائے کرام کے متعلق اقوام سابقہ کی افراط و تفریط کی جو روش رہی ہے قرآن چونکہ سب سے بعد آنے والی کتاب ہے اس نے افراط و تفریط کو ہر جگہ توڑا ہے۔

بعض اقوام تو وہ تھیں جن کے بقایا اب بھی موجود ہیں کہ انبیاء کو اللہ کا جزو قرار دیتے ہیں یا یہ سمجھتی تھیں کہ یہ تو انسان نہیں معاذ اللہ۔ اللہ اس میں حلول اور سرایت کئے ہوئے ہیں۔ اسی بنا پر ان کے عقیدے حلولیت اور جزئیت کے قائل ہوئے

وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصٰرٰی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ ۔

جیسے کا جزو ہوتا ہے وہ جزویت ثابت کرنے لگے ایک صورت تو یہ افراط کی تھی کہ وہ حد سے بڑھ گئے انبیاء کے متعلق عقیدے میں انہوں نے انبیاء کی تعظیم کی صورت یہ اپنے ذہن سے گھڑی کہ نبی کو ہم اس وقت مان سکتے ہیں جب حلول اللہ کا ثابت کر دیں یا اللہ کا جزو قرار دے دیں۔

قرآن اس چیز کی تردید کرتا ہے کہ اللہ کی ذات منزہ اور پاک ہے اس سے کہ وہ اپنے مخلوق کی جزو بن

جائے یا کسی مخلوق میں حلول کر جائے تو ایک تو افراط کی صورتیں تھیں کہ جس سے بہت توہین گمراہی پیدا ہوئی تھیں اور ایک تفریط کی بجائے یہ صورت تھی کہ اللہ کا نبی ہے تو وہ اپنے خصائص کی وجہ سے سارے عالم میں ممتاز ہے۔ لیکن کیا کہا جاتا تھا۔ کہ تو ہم جیسا ایک انسان ہے ہم میں اور اس میں کیا فرق ہے؟

یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق

جیسے ہم بازاروں میں چلتے ہیں ہم نے ان کو بازاروں میں چلتے دیکھا ہے ہم کھانا کھاتے ہیں پانی پیتے ہیں وہ ساری صورت جو ہماری زندگی کی ہے اس کی ہو بہو ہی ہم دیکھ رہے ہیں تو ہم میں اور اس میں کیا فرق ہے چاہیے یہ تھا کہ اللہ اگر اپنا کوئی پیغام بھیجتا تو ملائکہ کے ذریعے سے بھیجتا وہ آکر ہمیں سناتا یہ ہم میں جیسا ہوا بڑا ہوا۔ پلا بڑھا اور ہم ہی میں رہا اور ہم ساری چیزوں میں اس کو اپنے جیسا سمجھتے ہیں اس وحدت پہ بشر میں بشر ہیں اور کچھ نہیں ہے۔ یعنی وہ نبی کا درجہ کیا اللہ کے بعد مدارج میں نبی کا درجہ ہے اور ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے سمجھتے تو یہ نظر ممکن ہے یہ دلائل کی وجہ سے اپنی جگہ پر ثابت شدہ چیز ہے۔ تو قرآن کی آیتیں صاف طور پر ان دونوں عقائد کی تردید کر رہی ہیں کہ نبی کو اللہ کا جزو مت قرار دو۔ اس کو اللہ کا بیٹا مت کہو کہ اس میں اللہ سرایت یا حلول کیے ہوئے ہیں یہ عقیدہ فاسد ہے لیکن نبی کو اپنے جیسا سمجھنا یا بالکل اسی طریقے سے کفریہ عقیدہ ہے۔ جیسا کہ وہ عقیدہ تھا نبی کی برتری اگر نبی نے تسلیم نہیں کی اور اس کو اپنے جیسا سمجھا اور اس کے صرف ظاہری کھانے پینے اور انسانی ضروریات پر ہی اس کی نظر محدود رہی تو یہ کفریہ اور دوسرا یہی طریقہ تھا یہی روش تھی یہی سمجھ تھی ابوجہل کی ابولہب کی مغیرہ کی عقبہ کی شیبہ کی۔ وہ رؤسا اور صنادید قریش کہ جو حضور کی دعوت پر اڑے رہے۔ کس بنا پر اڑے رہے؟ اس بنا پر کہ حضور کو اپنے جیسا ایک انسان

قرار دے کر اپنے جیسا ایک آدمی سمجھ کر ان کی باتوں کا انکار کرنے لگے حالانکہ صحیح عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کی ذات منزہ اور مبرّہ سمجھا جائے اس چیز سے کہ اس کی طرف ابنیت منسوب کی جائے یا جزویت یا حلول یا سریان۔ واقعی نبی کے درجے کو اگر ہم نے اپنے جیسا سمجھ لیا تو یہ بھی بالکل اسی طریقے سے کفر ہوگا جس طریقے سے پہلی امتوں نے کیا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ کہہ دیجئے

قُل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثلُکُم یُوحٰی اِلَیَّ ؕ

اس میں اس پہلے عقیدے کی تردید ہو رہی ہے کہ جو جزویت۔ ابنیت یا حلول و سریان کے قائل تھے کہ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ بظاہر آدمی ہونے میں۔ میں تم جیسا ہوں کیا مقصد؟ کہ نہ اللہ کا بیٹا ہوں۔ نہ اللہ کا کوئی جزو ہوں۔ نہ اللہ میرے اندر پورا سمایا ہوا ہے۔ یہ آپ کہہ دیجئے۔ اس کا اعلان کر دیجئے۔ آپ اس بات کو ظاہر کر دیجئے۔ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثلُکُم

مگر اس کا ترجمہ وہی کیجئے جو میں نے اس وقت ترجمہ کیا ہے۔ عام طور پر اس کے ترجمے میں بڑی غلطیاں کی جاتی ہیں۔ کیا کہا جاتا ہے؟ کہ میں انسان ہوں جیسے تم۔ کیا مقصد کہ حضور ہم جیسے انسان۔ معاذ اللہ معاذ اللہ۔ یہ ترجمہ غلط اور سراسر غلط ہے۔ اس کا ترجمہ کیا ہے۔ کہ آپ فرما دیجئے کہ بظاہر آدمی ہونے میں میں تم جیسا ہوں۔ یہ الفاظ میں نے کیوں بڑھائے اس لفظ کا میں نے ترجمہ کیوں کیا؟

اس کے فوائد ابھی میں آپکے سامنے پیش کرتا ہوں۔ تو میرے دوستو اور عزیزو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے کیلئے جہاں اور آیات پیش کی جا سکتی ہیں میں کہتا ہوں کہ جو گروہ بشریت کے ثابت کرنے کے درپے ہیں اور وہ اسی آیت سے اقتباسات کرتا ہے۔ کہ حضور کو جب کہا گیا کہ تم یہ اعلان کر دو تو پھر اُن کی بشریت میں اور ہماری بشریت میں فرق کیا رہا۔ خود ہی یہ آیت واضح طور پر اس بات

کی تردید کر رہی ہے۔ لہٰذا یہ عقیدہ قطعاً غلط ہے۔ کیوں۔ اس کے اندر لفظ موجود ہیں "یوحیٰ الیّ" کا
آپ کہہ دیجیے کہ بظاہر آدمی ہونے میں میں تم جیسا ہوں مگر یہ بات ہے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جو خصائص ہیں جن کی وجہ سے سارے عالم سے تو کیا بلکہ انبیاء سے
بھی آپ ممتاز ہیں۔ وہ خصائص اپنی جگہ پر لیکن ان میں سب سے بڑی خصوصیت جو ہے وہ ہی "یوحیٰ الیّ"
کی ہے۔ آپ یہی فرما دیجیے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ وحی ایک ایسی چیز ہے جو تمہیں حاصل نہیں۔ یہ
ایک ایسا امتیاز ہے۔ ایسا فضل ہے۔ ایسا اشتراک ہے کہ تم میرے مخصوص ہونے کا یا مثلیت کا
دعویٰ بھی نہیں کر سکتے۔ کہا جاتا ہے کہ کیمیا گر تانبے سے سونا بنا لیتے ہیں۔ صرف اس میں ایک چٹکی سی
اکسیر ڈال کر۔ تانبہ تانبہ ہے۔ تانبے کو رکھ دیا گیا۔ اس میں چٹکی اکسیر کی ڈال دی گئی تو وہ سونا بن گیا
میرے عزیزو اور دوستو۔ جبکہ وہ تانبا سونا بن گیا تو وہ اصلیت میں تو تانبہ ہی ہے لیکن اب جب
تانبے سے سونا بن گیا۔ تو کس چیز سے بنا؟ صرف اس اکسیر کی چٹکی سے بنا۔ جس طرح کہ اس کی کایا
پلٹ دی تو "یوحیٰ الیّ" گویا اکسیر کی چٹکی ہے کہ جس نے حقیقت بدل دی اب وہ تانبہ تانبہ نہیں ہے
اس تانبے کو اب سونا کہو گے۔ کاغذ ہر قسم کے کاغذ۔ کاغذ ہی ہیں لیکن ایک اس قسم کا بھی کاغذ
ہوتا ہے کہ اس کو سبھی سنبھال کر اپنی جیبوں میں محفوظ رکھتے ہیں۔ اس کو اگر تم بازار میں لے جاؤ تو
جس کو تم سو روپے کا نوٹ کہتے ہو۔ تو اس سائز اس انداز کے خدا جانے کتنے ہزاروں کاغذ خرید لو
مگر حقیقت کیا ہے؟ دوسرے کاغذ کی اصلیت میں اور اس نوٹ کی اصلیت میں تو کوئی فرق نہیں
ہوتا۔ فرق کس بنا پر اس کا پیدا ہو گیا؟ کہ اس کو تم نے تجوریوں میں محفوظ رکھا اس کو اس طریقے
سے باہر کھلا عام نہیں چھوڑتے جس طریقے سے کہ عام کاغذ پڑے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے کہ اس میں

جیسے حکومت کی جو مہر لگی ہوئی ہے اس پر کہ اسکا اتنا درجہ بلند ہے کہ ہزاروں لاکھوں کاغذ اس ایک کاغذ کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ تو جیسے دستخط اور مہر ہو یہ وہ "یُوحیٰ اِلَیَّ" کی مہر الٰہی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر لگی ہوئی ہے۔ جو دوسرے کاغذوں پر نہیں لگی وہ دوسرے انسان اس سے محروم ہیں اس بنا پر وہ فرق کہ جو سو روپے کے نوٹ کے کاغذ اور معمولی کاغذ میں ہوتا ہے اس سے ہزار درجے فرق ہے ذات اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور عام انسان میں کوئی دوسرا کاغذ اٹھے اور اس بنا پر ہمسری کا کرے اس کاغذ کا کہ جس پر مہر لگی ہوئی ہے کہ میری اور تمہاری اصلیت تو ایک ہی ہے تو اس دعوے کو کس طرح سے دیکھا جائیگا اور اس دعوے میں کتنا وزن تسلیم کیا جائیگا؟

اس سے ہزاروں گنا زیادہ فرق ہے۔ ذات اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور عام انسان کا

نور دو قسم کا ہوتا ہے ایک نور حسی اور ایک نور معنوی۔ درود شریف پڑھیے -----

نور حسی اور نور عقلی یا نور معنوی۔ نور کے لفظ کے معنی ہیں روشنی چمک۔ وہ چیز کہ جس کی پرتو پڑنے کی وجہ سے باقی اشیاء چمک اٹھیں جگمگا اٹھیں اسکو نور کہا جاتا ہے۔ نور وہ ہے جو کہ آئینہ بصارت سے اسکو دیکھتے ہیں انسان کے اندر بینائی کی دو قوتیں رکھی گئی ہیں۔ ایک نور بصارت ایک نور بصیرت۔ یا ایک آئینہ بصارت اور ایک آئینہ بصیرت۔ یہ آنکھوں کی پتلی جس سے نور کی شعاعیں نکلیں اور ساری چیزیں اس سے منور ہو جائیں روشن ہو جائیں یہ کب ہوتی ہیں دو چیزیں اسکے ساتھ ہونی چاہیں ورنہ صرف پتلی کام نہیں کرتی۔ کیونکہ رات کا گھپ اندھیرا ہے۔ جس میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تو آپ کی بینائی تو برابر کام کر رہی ہے لیکن وہ دوسری روشنی کہ جس کی آپکو ضرورت تھی۔ یعنی سورج کی روشنی یا چاند کی روشنی یا ستاروں کی روشنی

یا کسی قمقمہ یا بلب کی روشنی جب تک وہ نہیں تھی یہ آپ کا نورِ بصارت کام نہیں دے رہا تھا اور جب
یہ دونوں چیزیں ساتھ ہو جاتی ہیں تو اس وقت آپ کچھ پڑھ سکتے ہیں کچھ دیکھ سکتے ہیں کچھ کام کاج کر سکتے ہیں
تو نورِ بصارت کی ضرورت اپنی جگہ پر مسلّم۔ کیونکہ اگر دن کی روشنی ہو آفتاب نصف النہار پر چمک رہا ہو
لیکن آنکھوں میں بینائی نہیں ہے تو وہ آفتاب کی روشنی بیکار ہے۔ لیکن اگر آنکھ کی بینائی بالکل اپنی صحیح انداز میں
موجود ہے لیکن باہر کی جو روشنی جسکی آپکو متعین روشنی کی ضرورت تھی۔ وہ موجود نہیں ہے۔ تو آپ کی بینائی
بیکار۔ یہ دونوں نور جب ملتے ہیں جب کام چلتا ہے۔ بالکل اسی طریقے سے وہ بصیرت کی جو روشنی ہے
جس کو تم ایمان کی روشنی کہہ لو یا اپنے دل اور ضمیر کی روشنی کہو یا اپنا شرحِ صدر قرار دو اس مناسبت
سے کہ جس طریقے سے سورۂ بالا مذکورہ کی تفسیر ہو رہی ہے وہ آپکا نور اسوقت کام دیگا جب
نورِ نبوت سے اسکو مدد ملے۔ ورنہ جس طریقے سے کہ ایک بینائی اندھیرے میں کام نہیں کر سکتی
نورِ نبوت کے بغیر نورِ ایمان بھی کام نہیں کر سکتا۔ پھر اس کتاب (قرآن) کو نہیں سمجھا جا سکتا
اس کتاب کے سمجھنے کیلئے ایک تو تمہارے اندر جو تمہارے دل کے اندر شرحِ صدر یا نورِ ایمان کی ضرورت ہیں
موجود ہے وہ اور پھر وہ مخصوص روشنی جو حضورِ اقدس نورِ مجسّم رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
یہ دونوں جب مل جاتی ہیں اس وقت اس کتاب سے تم استفادہ کر سکتے ہو اسکو پڑھ سکتے ہو اور اسکو
سمجھ سکتے ہو ایک یہ مقدمہ ذہن میں رکھئے دوسرا یہ مقدمہ ذہن میں رکھئے کہ کسی چیز کو سمجھنے کیلئے
اس کا ایک ظاہر ہوتا ہے ایک باطن ہوتا ہے۔ جیسے کہ انسان ہے انسان کا ایک ظاہر ہے جس
کو صورت کہا جاتا ہے۔ ایک باطن ہے کہ جس کو سیرت کہا جاتا ہے ہر چیز کے اندر یہ دو پہلو
بہرحال ہوتے ہیں ایک اس کا ظاہری ایک اسکا باطنی۔ پھر یہ قرآن جو تمہارے سامنے موجود

ہے۔ اس کے بھی دو پہلو ہیں ظاہری پہلو اس کا یہ ہے کہ یہ بائنڈنگ میں اندر اسکے کاغذ ہے جس پر سیاہ روشنائی سے لکھا ہوا ہے۔ قرآن کا ظاہری پہلو صرف اتنا ہے مگر کیا صرف اس ظاہری پہلو کو ماننے کے بعد بھی کوئی کہا جائیگا کہ تم قرآن پر ایمان لائے ہو اگر آپ نے قرآن کی یہ صرف ظاہری حیثیت تسلیم کری ہے تو بائنڈنگ کے اندر جلد کے اندر ایک بندھی ہوئی کتاب ہے کہ جس کے اندر بہت سے کاغذ ہیں اور سیاہ روشنائی سے کچھ لکھا ہوا ہے۔ ایسی ہزاروں کتابیں موجود ہیں قرآن پر ایمان تو اسوقت کہا جائیگا کہ جب قرآن کے باطنی پہلو پر ایمان لاؤ یعنی یہ کہ اللہ کا کلام ہے کاغذ اور بائنڈنگ وغیرہ تو اس کی ظاہری صورت ہیں اسکی باطنیت پر جب تک کہ ایمان نہ ہو قرآن پر ایمان نہیں کہا جائیگا اس لیئے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حیثیتیں ہیں ایک حقیقت وہ جو کہ ظاہری ہے جو بالکل ایسی ہے جس طرح کہ عام انسانوں کی ہے اس ظاہری حقیقت کی بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ انکو بیماریاں بھی طاری ہو جاتی ہیں آپ کا دندان مبارک بھی شہید ہو جاتا ہے آپ چلتے پھرتے بھی نظر آتے ہیں۔ آپ لڑائی کے میدان میں دو زرہیں بھی پہنتے ہیں اور آپ کھاتے بھی ہیں آپ پیتے بھی ہیں۔ آپ کے بچے بھی ہیں بیویاں بھی ہیں گویا یہ جس طرح کہ عام انسانوں کا ہے یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری پہلو ہے اس کو شخص محمد کہا جائیگا لیکن حقیقت محمدیہ کوئی اور چیز ہے کیا ہو۔

وہ ایمان جو لائے تم تو حقیقت محمدیہ پر ایمان لائے ہو اگر اس پر تم ایمان نہیں لائے تو بالکل اس طریقے سے تمہارا ایمان ہوگا اس ذات اقدس پر کہ جس طریقے سے کہ صرف قرآن کو تم نے کاغذ سمجھا یا کاغذ سمجھا یا سیاہ روشنائی کے چند نقوش اسکو قرار دیا حضور کی حقیقت یعنی حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اس تک رسائی بہت مشکل ہے لیکن کم از کم اتنا سمجھو کہ وہ حقیقت وہ ہے۔

کہ جو حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابھی پورے طور پر تخلیق بھی نہیں ہوئی تھی انکا گارا مٹی سے ابھی تک انسانی شکل میں نمودار بھی نہیں ہوا تھا کہ حضور کے الفاظ یہ ہیں۔

کُنْتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ ۝

میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم کا خمیر ابھی پورے طور پر بھی نہ بنایا گیا تھا۔ ویسے آپ بنی آدم ہیں حضرت آدم کی اولاد میں سے ہیں۔ آمنہ کے لخت جگر عبداللہ کے نور نظر لیکن کس معنی کر کے اس جسم اور شخص محمدیہ اور ظاہری صورت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے لیکن حقیقت محمدیہ؟ وہ یہ ہے کہ حضرت آدم ابھی جب پیدا بھی نہیں ہوئے تھے تو اس وقت آپ کا نور چمک رہا تھا تو اس نور سے خود حضرت آدم کی تخلیق ہوئی ہے۔ وہ آدم ظاہری حیثیت سے تو آپ کے باپ ہیں لیکن جب آپ ہی کے نور سے ان کی تخلیق ہوئی تو معنوی حیثیت سے آپ آدم کے بھی باپ ٹھہرے یہ حقیقت محمدیہ ہے۔ حقیقت محمدیہ کو کیوں تم نے خلط کر دیا ہے۔ جسم اور بشریت صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ حقیقت محمدیہ کے لحاظ سے آپ کی شان اتنی اونچی ہے کہ اس کو کوئی نہیں پہنچ سکتا

حقیقت محمدیہ کو تم نے مکے کی گلیوں میں چلتے پھرتے نہیں دیکھا حقیقت محمدیہ کو تم نے کھاتے پیتے نہیں دیکھا ہے وہ تم نے جسم محمد کو دیکھا ہے وہ جسم کہ جس پر ابوجہل کی بھی نظر پڑتی تھی تو وہ کہتا تھا کہ یہ کھاتا پیتا ہے۔ گلیوں میں چلتا پھرتا ہے لیکن ابوبکرؓ کی اور علیؓ کی نظریں حقیقت محمدیہ پر پڑتی تھیں وہ دیکھ رہے تھے کہ ایسا انسان تو عالم میں نہ دیکھا تھا وہ ایمان لائے تھے حقیقت محمدیہ پر نہیں کہ وہ نعوذ باللہ فریفتہ ہو گئے تھے جسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اگرچہ جسم اور بشریت محمدیہ بھی سارے بشر کے اوصاف سے اور ان کے سارے انوار سے نرالی ہے جداگانہ ہے۔ اس بشریت

اقدس میں بھی اللہ نے وہ خصائص رکھی ہیں کہ کافی انسانوں میں نہیں ہیں۔ بشریت میں اس ظاہری
جسم میں آخر کسی کا ایسا جسم وجود ہے کہ جس پر مکھی کبھی نہ بیٹھی ہو وہ کہ اگر گلیوں سے گزر جاتا ہے
تو کافی دیر کے بعد لوگ اس خوشبو سے پتہ لگا لیتے ہیں کہ حضور کا اس جگہ سے گزر ہوا ہے۔ اور آپ تین
تین دن چار چار دن تک متواتر روزے رکھتے ہیں لیکن چہرہ انور کی شادابی اور تازگی میں ذرا کم فرق
واقع نہیں ہوتا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمیں بھی اجازت دیجئے اس بات کی کہ ہم بھی تین تین
چار چار دن بغیر افطار کئے ہوئے مسلسل روزہ رکھیں حضور نے فرمایا۔ کہ ایکم مثلی ؟
وہ جو حضور کی مثلیت ثابت کرنے کے لئے وہ آیتیں پڑھتے ہیں کہ جس میں حقیقت میں حضوریت کا انکار
ہے وہ ذرا اس حدیث کو کہ جو بخاری اور مسلم میں موجود ہے ذرا نظر میں لائیں کہ حضور ہم سے نہیں
تابعین سے نہیں۔ اولیائے اللہ سے نہیں اور آئمہ دین سے نہیں اصحابہ کرام جن کا شرف سب سے
بڑھ کر ہے ان سے فرماتے ہیں کہ ایکم مثلی تم میں کون میرے مثل ہو سکتا ہے ؟
یطعمنی ویسقینی ۰ مجھے میرا پروردگار خود کھلاتا ہے اور پلاتا ہے مجھے اس ظاہری
تمہارے کھانے پینے کی ضرورت نہیں تم اگر چار دن نہیں کھاؤ گے تو اٹھ بھی نہیں سکو گے اور میں جا ہے
کتنا وقت بھی نہ کھاؤں مجھ پر اس کا اثر نہیں ہوتا تم مثلیت کے رٹے لگاتے وہ جو صورت اور جسم
محمد ہے۔ وہ جو ظاہری آپ کی صورت ہے وہ بھی تو عالم سے ممتاز ہے وہ حضور چاندنی میں تشریف
لے جا رہے ہیں۔ حضور سورج کی روشنی میں کہیں تشریف لے جا رہے ہیں [لیکن] آپ کا
سایہ نہیں پڑتا۔ عزیزو اور دوستو سایہ کس چیز کا پڑتا ہے ؟ جو چیز کثیف ہو
غلیظ ہو۔ نور کا سایہ نہیں پڑتا۔ پیغمبر ما ندا شت سایہ۔ حضرت مولانا جامی فرماتے ہیں

پیغمبر ما نداشت سایہ ۔ تا شک بہ دل یقین نیفتد
یعنی ہر کس کہ پیروے پوشت ۔ پیدا کہ بر زمین نہ لیفتد

تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جسم پاک کا جب یہ حال تھا کہ اس پر مکھی نہ بیٹھے اسکی خوشبو سے پوری فضا معطر ہو جائے اور اس کا سایہ زمین پر نہ پڑے اور آپ کے عادات و اطوار سارے عالم سے ممتاز ہوں اور آپکے حسن و جمال کو جن آنکھوں نے دیکھا ہو اُن سے جب پوچھا گیا تو وہ کہنے لگے کہ ہم سے کیا پوچھتے ہو کہ ہم کس چیز کی مثال دیں کیسے اس کو بیان کریں وہ تو بیان سے باہر کی چیز ہے ۔ با حسن تو کہ شود مقابل یوسف کہ زر خریدہ باشد

تو یوسف نے جنکا حضور کے حسن و جمال کا مقابلہ کہ نہیں سکتا تو وہ کیا فرماتے ہیں کہ ہم کیا کہیں ہم جب چہرے پر نظر ڈالتے تھے "کان الشمس طالعة" گویا کہ سورج نکلا ہوا ہے ان کے الفاظ یہ ہوتے تھے ۔ کہ طلع وجہاً کما طلع القمر اللیل البدر ٥
حضور کا چہرہ مبارک ویسا چمکتا تھا ایسی روشنی تھی ۔ کچھ اس قسم کی نورانیت تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہیں کہ جیسے چودھویں کے چاند میں نورانیت ہوتی ہے لیکن یہ ساری چیزیں حضور کے ظاہری جسم کی تھیں حضور کی حقیقت ؟ حضور کی حقیقت وہ ہے کہ جسکی تخلیق سب سے پہلے ہوئی حضور کی حقیقت وہ ہے کہ جو ان سات آسمانوں سے بڑھ کر اس مقام تک پہنچتی ہے کہ سدرۃ المنتہی میں جبرائیل علیہ السلام پیچھے رہ جاتے ہیں حالانکہ حضرت جبرائیل ملائکہ سے ہیں جنکی تخلیق ہی نور سے ہے وہ نوری مخلوق ہے ان سب کے سربردہ اور پیشوا ہیں ۔ لیکن حضور جب آگے بڑھتے ہیں تو حضرت جبرائیل رفاقت چھوڑ کر پیچھے رہ جاتے ہیں ۔ کیوں ؟ اسلئے کہ حضرت جبرائیل

جیسی ہزار دہ نورانیت کی طاقتیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت مقدسہ میں سمائی ہوئی ہیں

ایسے ہزاراں جبریل اندر بشر ۔ حق سوئے غریباں یک نظر !

درود شریف پڑھیے ... تو کہیے دو سو اور نمبر دو ! ظاہری اور حسی روشنی کیلئے ہماری اس ظاہری آنکھوں کی ضرورت ہے باطنی روشنی کیلئے کہ جو ہدایت کی روشنی ہے جو علم کی روشنی ہے جو اسلام کی روشنی ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی ہے جو اللہ کا نور ہے اس کو ہم باطنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں لیکن وساطت نورِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے

ایں خانہ ہمہ آفتاب است ۔ کہیے ہمارا اللہ نور ۔ اللہ نور السمٰوٰت والارض اللہ کا پیارا حبیب نور ۔ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

اللہ اور اس کے حبیب یعنی نور اور نور کے درمیان واسطہ پیغام رسانی کا حضرت جبرائیل وہ بھی نور جو پیغام لائے ہمارے پاس یعنی یہ کتاب وہ بھی نور اور اس پیغام سے جو اثر پیدا ہو ایک مومن کے قلب میں وہ ایمان کی روشنی سے جگمگا اٹھا تو اس کا قلب بھی نور ۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

اس بنا پر اب ایک بات اور باقی رہ جاتی ہے ۔ وہ کہ جس کی طرف مجھے اشارہ کرنا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت ایسی ثابت شدہ حقیقت ہے کہ اس کیلئے انکار کی گنجائش ہی باقی نہیں رہ جاتی دوسرا پہلو اب بشریت کا ہم لیتے ہیں وہ آیت کہ جس سے استنباط کیا جاتا ہے ۔ وہ بھی نور ہے کہ قل انما انا بشر مثلکم ۔ یہاں لفظ انسان کا نہیں کہا گیا بلکہ بشر کہا گیا ہے ۔ بشر مثلکم ۔ انسان مثلکم نہیں ۔

امام راغب اصفہانی کہ جو لغات قرآن میں امام تسلیم کئے جاتے ہیں وہ لکھتے ہیں ۔
کہ بشر کا لفظ بشرۃ جسے کھال بھی کہتے ہیں ۔ ظاہری جلد کو اور اس کے اندر کے رخ کو جس طرح کہئے
ہے کہ اس شیروانی کا یہ ظاہری حصہ ہے اور اس کا یہ استر ہے ۔ استر کو عربی میں کہتے ہیں
ادمہ اور ظاہری حصے کو کہتے ہیں بشرہ ۔ انسان کو بشر کیوں کہا جاتا ہے ؟
اس بنا پر بشر کہا جاتا ہے کہ ظاہری جلد باقی جانوروں یا پرندوں کی طرح سے ڈھکی ہوئی نہیں
ہے باقی جانوروں کی جلد پر یا تو گھنے بال ہوتے ہیں کہ جن سے ان کی کھال ڈھکی ہوتی ہے اور یا
پرندوں کے اوپر بال یا پر ہوتے ہیں کہ جن سے ان کی ظاہری جلد ڈھکی ہوئی ہے انسان ہی وہ ہے
کہ جس کی ظاہری جلد کھلی ہوئی ہے ظاہریت ہی کے لحاظ سے اس کو بشر کہا جاتا ہے ۔ اسکی
معنویت کی تفصیل تلاش نہ کی جائے ۔ معنویت انسان کی اگر ڈھونڈنا ہے تو اس کے دوسرے
الفاظ ڈھونڈو ۔ بشر جب انسان کو کہہ دے تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ اسکی ظاہری شکل
ظاہری صورت ہی مراد ہے ۔ ہم اردو کے محاورے میں بھی کہتے ہیں کہ اس بشارت سے ہمیں
بڑی خوشی ہوئی یہ بشارت کا لفظ بھی اسی بشر ہے اسی مادے سے نکلا ہے
جب کسی کو کوئی خوشخبری پہنچتی ہے تو اس کا چہرہ پر رونق ہو جاتا ہے یعنی اس کے ظاہر پر
اس کے مسرت کے نشان نمایاں ہوتے ہیں اس بنا پر بشارت کو بشارت کہا جاتا ہے
و اس کا اثر ظاہری جلد پر نمایاں ہوتا ہے ۔ اس کے بعد فرماتے ہیں امام اصفہانی کہ
قرآن میں جہاں جہاں لفظ بشر کا آیا ہے اس سے انسان کا جسم اس کی ظاہری ہیئت
ہی بیان ہوتی ہے ۔ اس کے معنوی حقیقت کا سراغ اس لفظ سے نہیں لگانا چاہئے

اس سے صرف ظاہری بشریت ہی کی مراد ہوتی ہے۔ ظاہری اس کی ہیئت و ترکیب جو ہے اس کی ظاہری بشریت ہی وہاں مقصود و مراد ہوتی ہے۔ اسلئے کفار کا وہ گروہ کہ جو انبیاء کے خلاف رہا ہے وہ سارے انبیاء کو بھی ہمارا ہی جیسا کہہ گیا۔ فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوا وَّاسْتَغْنَى اللَّهُ ۚ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ کفار کا یہ کہنا اللہ نے بیان کیا قرآن میں انہوں نے نبی کو کہا کہ ہم جیسا بشر ہے اس وجہ سے وہ کافر ہو گئے اور اللہ جو غنی الحمید ہے اس کو ان کے کفر اور زیاں کی کسی قسم کی پرواہ نہیں ہے۔ تو کفار نے جہاں جہاں انبیاء پر الزام لگایا ہے انہی بشری وجہ سے لگایا ہے۔ قرآن وہاں بشر ہی کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ ظاہریت پر ان کی نگاہ تھی اور ظاہریت ہی کی بنا پر وہ ایسی قسم کے الزام لگاتے تھے کہ وہ ہم جیسا ہے۔ مگر وہ اگر کافروں کی ذرا اندر کی آنکھ کھل جاتی اور وہ ذرا اندر کو جھانک کر دیکھتے تو پھر ان کو حقیقت میں اس بات کا پتہ چلتا کہ جس کو ہم بشر کہہ رہے ہیں اسکی معصومیت اور حقیقت کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک چیز اور بھی ہے کہ جس کی طرف ہم آپ حضرات کو کچھ ہدایتیں پیش کرنی ہیں وہ یہ ہیں۔ کہ ظاہر ہی کے لحاظ سے کہ ہم حضور کے نام کو چھوڑ کر حضور کے القاب اور حضور کے ان اسمائے گرامی کو جو قرآن اور حدیث میں موجود ہیں یا اسمائے صفاتی ان کو چھوڑ کر صرف بشر پکارا کریں " معاذ اللہ "

میرے دوستو اور عزیزو جبکہ بشر انسان کے لفظ سے بھی فروتر لفظ ثابت ہوا کہ انسان تو ظاہر و باطن دونوں معنے دیتا ہے۔ لیکن بشر صرف ظاہریت نمایاں کرتا ہے۔ اس بنا پر حضور کو بشر کہنا یہ بالکل ایسا ہوگا جیسے کہ کفار نے انبیاء کو بشر کہا تھا۔

جس کی وجہ سے اللہ نے بتایا کہ ان کا ایمان جو رہا سہا تھا وہ بھی سلب ہو گیا۔ اس قسم کی غلطی سے بچنا کہ اس سے بے ادبی پیدا ہوتی ہے اور بعد ازاں دربار رسالت میں اگر ادنیٰ سی بے ادبی بھی سرزد ہوئی تو ایمان کے ختم ہو جانے کیلئے کافی ہو جاتی ہے۔ ہمارا والد ہے ہمارا استاد ہے ہمارا پیر و مرشد ہے کوئی وجہ الحقوق ہے ہمارا کوئی حاکم اعلیٰ ہے۔ کیا وہ انسان نہیں ہوتا کیا وہ آدمی نہیں ہوتا۔ تو کیا اس کو شرافت اور تہذیب کہا جائیگا کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بلائے تو کہے کہ آدمی ادھر آجا۔ حقیقتاً تو وہ آدمی ہے ٹھیک ہے۔
لیکن اس کو کہنا چاہیے کہ ابا جان ادھر تشریف لے آئیے۔ اپنے پیر و مرشد کو کہا کہ آپ بھی تو ایسے آدمی ہیں جیسے ہم ہیں۔ اپنے استاد کے متعلق ایسے الفاظ کہے یا اپنے کسی اعلیٰ افسر کیلئے یہ کہے تو حقیقتاً جو چیز ہوتی ہے اس پر نگاہ نہیں ڈالی جاتی الفاظ کی تہذیب پر تو پہلے نظر پڑتی ہے۔ ادھر وہ نہ پائی گئی تو انسان بے ادب قرار دیا گیا اور بے ادب بے ایمان ہی تو ہوتا ہے۔ اسی بنا پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تہذیب جسکی قرآن خود تلقین کرتا ہے اور تعلیم دیتا ہے سارے انبیاء کے نام۔ یا آدم۔ یا ابراہیم یا موسیٰ۔ یا عیسیٰ کے لفظ سے قرآن میں ملینگے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام۔ یا ایھا النبی۔ یا ایھا الرسول یا ایھا المزمل یا ایھا المدثر کے القاب کے ساتھ ملینگے۔ تو معلوم ہوا کہ حضور کی عظمت اللہ کی نگاہ میں سب انبیاء سے زیادہ ہے کہ ان کو تو نام سے پکارا جاتا ہے لیکن حضور کو اسمائے صفاتی سے یاد کیا جاتا ہے ؎

یا آدم است با پدر انبیاء خطاب اور یا ایھا النبی خطاب محمد است

تو جبکہ قرآن نے خود اس انداز سے کلام فرمایا ہے تو ہم کو جو آپ کے کلمہ گو ہوں آپ کے امتی کہلائیں اور

حقیقتاً اگر آپ کی غلامی کا شرف مل جائے تو سارے شرفوں سے سارے منصبوں سے بہتر ہے باعث اعزاز ہے تو اس حال میں پھر ہمارا آپ کو خطاب ہم بشر بشر کے ساتھ ؟ یہ نہایت گستاخی اور بے ادبی ہے اللہ تعالیٰ خالق کل شیئی ہے ہر چیز کو پیدا کرنے والا کون ؟ ہمارا رب العزت ہی تو ہر مخلوق کا خالق ہے سارے علمائے اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ کو خالق کل شیئی تو کہا جا سکتا ہے ۔ کل شیئی میں ہر چیز چھوٹی بڑی آجاتی ہے لیکن اگر کوئی کہے کہ خالق کل الکلاب والخنازیر کہ وہ خالق ہے سوروں اور کتوں کا ۔ تو وہ گردن زدنی قرار دیا جائیگا وہ خالق کل شیئی تو کہہ سکتا ہے حالانکہ اس میں وہ بھی آگئے ۔ لیکن یہ سلیقہ نہیں ہے کہ ایسے الفاظ سے بارگاہ الٰہی کی طرف نسبت کی جائے کہ جس سے ادنیٰ سے بھی گستاخی اور بے ادبی پائی جائے وہاں حقیقت کا سوال نہیں ہوتا ۔ وہاں سوال شائستگی اور تہذیب کا ہوتا ہے وہاں ادب کا ہوتا ہے تو وہ جگہ ہے

(پر جبرئیل را آنجا بسوزند   بداں کودک کہ آتش فروزند)

تو جہاں جبرائیل کے بھی پر جلتے ہیں وہاں اس قسم کے الفاظ کہنا کہ وہ ہم جیسا بشر ہے یہ انتہائی گستاخی اور بے ادبی ہے اس بنا پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ حقیقتاً آپ نور بھی ہیں بشر بھی ہیں لیکن آپکی بشریت ایسی ہے سارے عالم سے ممتاز ہے وہ بشریت ایسی بشریت ہے کہ اس بشریت کو کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا ہے ۔ حضرت امام ابو حنیفہ علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے کسی نے یہی مسئلہ پوچھا ۔ کہ کیا حضور بشر ہیں تو آپ نے ایک شعر میں اس کا جواب دیا ہے بہترین جواب جو آپ نے دیا ہے اس پورے مسئلے کو واضح فرما دیا ہے ۔ فرماتے ہیں ۔

محمدٌ بشرٌ لا کالبشر — بشر تو ہیں مگر نہ بشر جیسے

محمدٌ بشرٌ لا کالبشرِ   بل ھو یاقوت بین الحجر

یاقوت بھی پتھر ہے لیکن یاقوت کو یاقوت کیوں کہتے ہیں اسکو پتھر کیوں نہیں کہتے۔ کوئی شخص یاقوت کو پتھر نہیں کہتا حالانکہ اسکی اصلیت پتھر ہی کی ہے تو یہ بات ہے کہ حضور بشر تو ہیں مگر بشر جیسے نہیں ہیں۔ جس طریقے سے کہ یاقوت ہے پتھروں کے درمیان تو وہ اپنی چمک دمک سے ایک یاقوت جو چند ماشے کا ہو وہ ہزاروں پتھروں سے زیادہ قیمت رکھتا ہے اور اسے پتھر نہیں کہا جاتا۔ اسے یاقوت کہا جاتا ہے۔

تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان اوصاف سے ان خطابات سے ان القاب سے یاد کیا جائیگا کہ آپ خاتم النبیین ہیں آپ رحمت العالمین ہیں آپ سید المرسلین ہیں آپ امام الشہداء و الانبیاء والصالحین ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

تو دعا فرمائیے کہ اللہ تعالی ہمارے دلوں کو اس طرح سے شرح صدر فرمائے کہ ہم اپنے نور بصیرت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کو سمجھ لیں جس طریقے سے ظاہری طور پہ ہماری آنکھیں چاند سورج دیکھتی ہیں تو وہ آفتاب عالم آفتاب نبوت کہ جس کی روشنی سے یہ چاند یہ سورج یہ ساری چیزیں پیدا ہوئیں اس کو ہم اندر کی روشنی سے دیکھ سکیں اور اسکی روشنی سے اس روشنی کو جو کہ کتاب المبین کی ہے اس سے کچھ فائدہ اٹھائیں۔

وآخر دعونا والحمد للہ رب العالمین